تصوف کے سلسلے اور شیعیت

تحریر - امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ
اقتباس از " التصوف المنشاء والمصادر "
ترجمہ عطاء الرحمٰن ثاقب

تصوف اور شیعیت میں ہم آہنگی کی سب سے پہلی دلیل یہ ہے کہ تصوف کے سلسلوں کا آغاز **الا ماشاء اللہ** حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہے جو شیعہ کے پہلے امام اور امت مسلمہ کے نزدیک چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ اہل تصوف کا دعوی ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ میں حضرت علیؓ چونکہ سب سے بڑے زاہد تھے اس لئے وہ صوفیاء کے امام ہیں۔ حقیقت یہ نہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی زندگی سب سے زیادہ زاہدانہ تھی ان کی وفات ہوئی تو کوئی دینار و درہم ترکہ میں نہ چھوڑا

اصفہانی " حلیتہ الاولیاء " میں لکھتے ہیں۔

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ترین صحابی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل و مناقب ہیں۔ آپؓ کو رسول اللہ ؐ نے " صدیق " کا لقب عطا کیا۔ آپؓ رسول اللہ ؐ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے ' مرنے کے بعد آپؓ کو رسول اللہ ؐ کی رفاقت نصیب ہوئی اور قرآن کریم میں بڑی عزت و تکریم سے آپؓ کا ذکر کیا گیا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی اور توحید و رسالت کی نشر و اشاعت کے لئے خود کو وقف کئے رکھا "

طبقات ابن سعد میں ہے **مات ولم یترک دینارا ولا درہما** ان کی وفات ہوئی تو کوئی دینار و درہم ترکہ میں نہیں چھوڑا "

وکفن فی ثوبین مستعملین قدیمین ان کے کفن کے لئے ان کے مستعمل کپڑے ہی استعمال میں لائے گئے۔

مرتے وقت اپنی بیٹی کو وصیت فرمائی۔

" ہم نے جب سے زمام سلطنت سنبھالی اللہ کے فضل سے مسلمانوں کا ایک دینار بھی اپنے ذاتی استعمال میں خرچ نہیں کیا۔ ہم انہیں کی طرح سادہ غذا کھاتے اور سادہ لباس پہنتے رہے۔

مال فئے میں سے ہمارے پاس سوائے ایک حبشی غلام ' ایک عدد اونٹ اور چراگاہ کے کچھ نہیں۔ جب میں مرجاؤں تو یہ سارا کچھ عمرؓ کو بھیج کر اس مال سے بری الذمہ ہو جانا۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ قاصد یہ تمام اشیاء لے کر جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں آیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پیغام بھی دیا تو امیرالمومنین عمر فاروقؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا **رحم اللہ ابا بکر اتعب من بعدہ** اللہ ابو بکر پر اپنی رحمتیں نازل کرے انہوں نے اپنے بعد آنے والوں کو کڑی آزمائش میں ڈال دیا ہے۔

حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر بن خطاب خلیفہ ہوئے ' اصفہانی لکھتے ہیں۔

" عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے توحید کی اعلانیہ دعوت کا ذریعہ بنایا ' آپؓ مسند خلافت پہ سرفراز ہوئے تو اسلام کا پرچم قیصرو کسریٰ کے ایوانوں پر لہرانے لگا ' آپؓ نے اسلام دشمن قوتوں کی ایسی سرکوبی کی کہ وہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔ آپؓ کبھی بھی اعدائے اسلام کی کثرت سے خوفزدہ نہ ہوئے ' آپؓ اسلامی فوجوں کی ایسی ہمت بندھاتے کہ مسلمان دشمن کی سر زمین کو روندتے ہوئے ان کے محلات پہ توحید کا جھنڈا بلند کر دیتے۔

آپؓ نے بھی نہایت زاہدانہ زندگی بسر کی اور دنیوی عیش و عشرت سے منہ موڑے رکھا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں

" آپؓ انتہائی سادہ لباس تھے۔ آپؓ کے لباس پر پیوند ہی پیوند نظر آتے۔ ایک دفعہ آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا تو آپ کے ازار میں بارہ پیوند نظر آئے۔ سفرحج پر گئے تو خیمہ میسر نہ تھا۔ اپنی چادر کسی درخت وغیرہ پر پھیلا دیتے اور اس کے سائے میں آرام کرتے۔

فوت ہوتے وقت اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی۔

"گھر کا سامان بیچ کر وہ مال بیت المال کو لوٹا دیا جائے جو بطور خلیفہ وہاں سے لیا گیا تھا۔ اگر یہ ناکافی ہو تو ان کے قبیلہ بنی عدی سے اپیل کی جائے کہ وہ اس میں امداد دیں۔

اس ضمن میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے سب سے بڑے زاہد ابو بکر و عمرؓ تھے ابو بکرؓ جو کماتے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے .... ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ کا نمبر آتا ہے۔

جہاں تک علیؓ کا تعلق ہے تو انہوں نے چار بیویاں ' انیس ام ولد کنیزیں ' چوبیس لڑ

لڑکیاں اور متعدد خدام چھوڑے جن کے پاس زمین کے وسیع قطعات تھے جن کی آمدنی سے وہ سہولت زندگی بسر کرتے تھے"۔

ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی زندگی سب سے زیادہ زاہدانہ تھی مگر صوفیاء اپنے زہد و تصوف میں حضرت علیؓ کو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور شیعوں کے عقیدہ امامت کی طرح اپنے سلسلوں کا آغاز علیؓ سے کرتے ہیں۔

برصغیر کا صوفی علی ہجویری جنید سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

" اصول و ضوابط اور آزمائش میں ہمارے شیخ علی مرتضیٰؓ ہیں۔ علی بن ابی طالب علم و سلوک اور طریقت میں ہمارے امام ہیں۔ اہل طریقت علم طریقت پر علم الاصول کا بھی اطلاق کرتے ہیں"

فرید الدین عطار اسی نظریئے کو یوں بیان کرتا ہے۔

" اللہ نے علیؓ کو علم و حکمت عطا کی اور اگر آپؓ تصوف کے علوم کو ظاہر نہ فرماتے تو نامعلوم ہمارا کیا بنتا"

ابو نصر سراج طوسی لکھتا ہے۔

" امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرامؓ میں خصوصی حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ نے شریعت کے معانی ظاہر فرمائے۔ توحید و معرفت اور ایمان و علم کے اشارات کی آپ نے توضیح کی۔ علاوہ ازیں آپؓ کی اور بہت سی امتیازی خصوصیات تھیں جن سے اہل حقیقت صوفیاء وابستہ ہیں۔

قدیم صوفی مصنف مسنوفی حسینی ابو الفیض لکھتا ہے۔

" علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مدینتہ العلم تھے۔ رسول اللہ سے بیعت طریقت سب سے پہلے آپ ہی نے اخذ کی۔ اسی طرح سری و باطنی علوم بھی آپؓ نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کئے"

صوفیاء کا دعوئی ہے کہ رسول اللہ ؐ شریعت کے ساتھ طریقت بھی لے کر آئے تھے۔ صوفیاء کہتے ہیں۔

" جبرائیل علیہ السلام پہلے شریعت لے کر نازل ہوئے۔ جب ظاہری شریعت کے احکام

پوری طرح راسخ ہو گئے تو جبرائیل اعمال شریعت کا اصل مقصود علم حقیقت لے کر نازل ہوئے۔
اس باطنی شریعت کا علم آپؐ نے حضرت علیؓ کو خصوصی طور پر سکھلایا۔
چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ نے سب سے پہلے باطنی شریعت کے اسرار کو ظاہر کیا"
صوفیوں کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے علوم تھے جو دیگر صحابہ کرام کے پاس نہیں تھے۔
ابن عربی کا دعوی ہے کہ یہ علوم اس نے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ اخذ کئے۔
شعرانی لکھتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کو اسرار شریعت اور باطنی علوم سکھلائے تو علیؓ کہنے لگے **عندی من العلم الذی اسرہ الی رسول اللہ ما لیس عند جبریل ولا میکائیل** یعنی میرے پاس ایسا باطنی علم موجود ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خفیہ طور پر تعلیم دی ہے۔ یہ علم جبرائیل اور میکائیل کے پاس بھی نہیں۔
جنید فرمایا کرتے تھے ! امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اگر جنگوں میں مصروف نہ رہتے تو ہمیں علم لا (باطنی علم) کے بہت سے معانی اور اسرار و رموز سکھلا جاتے۔ علم لا وہی علم ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تھا۔
رسول اللہؐ نے علی کرم اللہ وجہہ کو مقام اخوت میں شریک کرتے ہوئے وہ رتبہ دیا جو ہارون کو موسیٰ علیہما السلام کی بہ نسبت حاصل تھا۔
مشہور صوفی شعرانی اپنی کتاب " الطبقات الکبریٰ " میں لکھتا ہے۔
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پہ اٹھا لیا گیا تھا۔ وہ بھی عیسیٰ کی طرح زمین پر نازل ہوں گے۔ عبد الوہاب شعرانی کہتا ہے ! میرے شیخ علی الخواص رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا وہ فرمایا کرتے تھے۔ نوح علیہ السلام نے جو کشتی تیار کی تھی اس کا ایک تختہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام پہ تھا۔ اللہ کی قدرت سے وہ بالکل محفوظ رہا اسی پہ آپؓ کو آسمانوں پہ اٹھایا گیا۔
تصوف کے تمام سلسلوں کا آغاز حضرت علی سے ہوتا ہے۔ تصوف کی کتاب " طرائق الحقائق " میں ہے۔
" ضروری ہے کہ تصوف کا ہر سلسلہ سید العالمین و امیر المومنین حضرت علی سے متصل

ہوا۔ ۶۰ اس لئے کہ وہ تمام صحابہ کرامؓ سے زیادہ زاہد تھے۔

تصوف اور شیعیت کے مابین یہ اہم ترین نکتہ اتصال ہے۔ شیعوں اور صوفیوں میں فقط لفظی اختلاف ہے۔ اہل تشیع کے نزدیک علیؓ سے امامت اور اہل تصوف کے نزدیک ان سے ولائت کا آغاز ہوتا ہے۔

صوفیاء کہتے ہیں "علی فتوت (جواں مردی) کے قطب ہیں"

ان کے نزدیک علیؓ نے حسن بصری کو خرقہ تصوف پہنایا تھا اور وہ روایت صوفیاء میں ابھی تک چلی آرہی ہے۔

ابن خلدون اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صوفیاء کے نزدیک خرقہ تصوف کا آغاز بھی حضرت علیؓ سے ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ علیؓ نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا۔ حالانکہ حضرت علیؓ کو دیگر صحابہ کرامؓ میں اس قسم کی کوئی امتیازی خصوصیت حاصل نہ تھی جس کی بناء پر انہیں صوفیوں کے علم طریقت کا منبع قرار دیا جاسکے۔ یا لباس وغیرہ کی اصل کو ان کی طرف لوٹایا جاسکے۔ جہاں تک زہد و عبادت کا تعلق ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سب سے بڑے عابد و زاہد تھے۔ جب انہیں اس سلسلے میں کوئی خصوصی و امتیازی حیثیت حاصل نہیں اور ان کے متعلق یہ منقول نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسے مخصوص علوم کی تعلیم دی تھی جو دیگر صحابہ کرامؓ سے مخفی پوشیدہ تھے تو حضرت علیؓ کے متعلق یہ بات کیسے تسلیم کی جاسکتی ہے کہ آپؑ نے انہیں باطنی علوم سکھلائے تھے اور باقی صحابہؓ کو ان علوم سے محروم رکھا تھا۔ ایسا عقیدہ یقیناً رفض و تشیع سے متاثر ہو کر اختیار کیا گیا ہے۔ یہ عقیدہ اسماعیلی دور حکومت کے صوفیوں کا وضع کردہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رافضیوں کی کتب و تصنیفاً ہیں۔

ابن خلدون کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم یہاں یہ وضاحت بھی ضروری سمجھیں گے کہ حسن بصریؒ کی تو حضرت علیؓ سے ملاقات ہی ثابت نہیں چہ جائیکہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ علیؓ نے حسن بصریؒ کو خرقہ تصوف پہنایا تھا حضرت علیؓ اس وقت کوفہ منتقل ہو گئے تھے۔ جب حسن بصری انتہائی کم سنی کی عمر میں تھے۔

صوفیاء پر تعجب ہے کہ ان کے نزدیک خرقہ تصوف اور تصوف کے سلسلہ کی ترتیب بعینہ

وہی ہے جو شیعوں کے نزدیک ہے۔ اس ضمن میں صوفیوں اور شیعہ مسلک کے مابین ماشہ برابر بھی تفاوت نظر نہیں آتا۔ اہل تصوف نے فقط امام کا نام تبدیل کر کے ولائت و فتوت رکھ دیا ہے وہ کہتے ہیں۔

" حضرت علی بن ابی طالب کو اللہ نے اولیاء کا قطب بنایا اور آپ سے یہ اعزاز حضرت حسنؓ اور پھر حضرت حسینؓ کو ملا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فتوت (جوانمردی) کی ایک دلیل یہ تھی کہ انہوں نے باطنی خلافت کو ظاہری خلافت پہ ترجیح دی اور ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے۔

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فتوت کی دلیل ہے کہ انہوں نے اللہ کے راستے میں جان دی اور شہید اعظم قرار پائے۔ اللہ کی طرف سے حضرت علیؓ کو عطا کردہ امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول اللہؐ علم کے شہر اور علی اس کا دروازہ تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت کے لئے پہلے جواں مرد تھے۔

" علی بن ابی طالبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اللہ کی بیعت خاصہ اخذ کی اور پھر اپنے بیٹے حسنؓ اور ان کے بعد حسینؓ کو عطا کی "

سلسلہ شاذلیہ کے بانی ابو الحسن شاذلی کا تلمیذ اور مشہور صوفی ابو العباس مرسی کہتا ہے۔

" ہمارا یہ مسلک نہ مشرق کی طرف منسوب ہے نہ مغرب کی طرف بلکہ یکے بعد دیگرے اس کی وراثت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور وہ سب سے پہلے قطب ہیں "

" صحابہ (علی ، حسن ، حسین رضی اللہ عنہم) کے بعد اہل طریقت کے سردار علی زین العابدین ، محمد الباقر اور جعفر صادق ہیں "

مشہور صوفی مصنف ابو بکر کلا باذی اپنی کتاب " التعرف لمذہب اہل التصوف " میں لکھتا ہے۔

" صحابہؓ کے بعد تصوف کے علوم ظاہر کرنے والے اور تصوف کے احوال و مقامات بیان کرنے والے علی زین العابدین ، ان کے بیٹے باقر اور پھر ان کے بیٹے جعفر صادق ہیں "

یہ نصوص شیعہ کتب کی نہیں ہیں بلکہ صوفیوں کے عقائد ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ

شیعیت نے کس طرح تصوف پہ اپنے نقوش ثبت کئے۔ صوفیوں نے پہلے علم باطن کی اصطلاح ایجاد کی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا منبع قرار دیا اور پھر مکمل طور پر شیعیت کی چھاپ اپنے اوپر لگاتے ہوئے امامت کی طرح علم باطن کی وراثت کا عقیدہ اختیار کیا اور علیؓ کے بعد ان کے بیٹے حسنؓ اور پھر حسینؓ اور پھر ان کے بیٹے زین العابدینؒ پھر ان کے بیٹے باقرؒ اور پھر ان کے بیٹے جعفر صادق کو اس علم باطن کا وارث قرار دیا۔

یہ مت سمجھا جائے کہ صوفیاء جعفر صادق کے بعد باقی شیعہ اماموں کو اپنے اقطاب و اولیاء اور علوم تصوف کے وارث نہیں سمجھتے ' بلکہ جس طرح شیعوں کے نزدیک جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم اور علی رضا ساتویں اور آٹھویں امام ہیں اسی طرح صوفیوں کے نزدیک بھی ساتویں اور آٹھویں نمبر پر ولائت کی وراثت موسیٰ کاظم اور علی رضا کو حاصل ہے۔

شعرانی موسیٰ کاظم کا ذکر کرتے انہیں بارہ اماموں (حالانکہ اہل سنت کے نزدیک بارہویں کی ولادت ہی ثابت نہیں) میں سے ایک امام قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

" ان میں سے موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ہیں جو بارہ اماموں میں سے ایک ہیں ..... وہ عابد و زاہد اور تہجد گزار تھے "

آٹھویں امام علی رضا کے متعلق صوفیاء کہتے ہیں " صوفیاء کے شیخ المشائخ معروف کرخی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے "

قشیری لکھتا ہے " ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی مشائخ کبار میں سے تھے ' ان کی قبر شفا گاہ ہے۔ بغداد کے لوگوں کا کہنا ہے کہ معروف کی قبر مجرب تریاق ہے۔ وہ علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے غلاموں میں سے تھے "

عبد الرحمٰن سلمی طبقات الصوفیہ اور جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں۔ " معروف بن فیروز زاہد کے لقب سے مشہور تھے ' وہ تصوف کے قدیم مشائخ میں سے ہیں۔ وہ سری سقطی کے استاد اور داؤد طائی کے ساتھی تھے۔ معروف علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھ پہ مشرف با سلام ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد وہ علی رضا کے حاجب (دربان) بن گئے۔ ایک دن علی رضا کے دروازے پر ان کے شیعہ معتقدین کا بہت بڑا مجمع لگ گیا اور کثرت ازدحام کی وجہ سے معروف کرخی زخمی ہو گئے اور ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اور وہ زخموں کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گئے۔ انہیں بغداد

میں دفن کیا گیا۔ ان کی قبر کی زیارت حصول برکات کا باعث ہے"

تصوف کے سلسلوں کا یہ شیخ المشائخ سری سقطی کا استاد اور جنید بغدادی کا ماموں تھا۔ چنانچہ تصوف کے سلسلوں کی ترتیب یوں ہے۔

" جنید بغدادی ۔ سری سقطی ۔ معروف کرخی ۔ علی رضا ۔ موسی کاظم ۔ جعفر صادق ۔ محمد باقر۔ علی زین العابدین ۔ حسین بن علی ۔ علی بن ابی طالب "

ہم عصر صوفی ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شیعوں کے آٹھویں امام اور صوفیوں کے آٹھویں ولی علی رضا کے متعلق لکھتا ہے۔

" ان کی بہت سی کرامات تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک شخص کو کہا جو بظاہر تندرست تھا کہ اس کی تیاری کرو جس سے کوئی مفر نہیں۔ تین دن بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا۔

ابو حبیب سے بروایت ہے وہ کہتے ہیں۔ میں نے خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کے سامنے کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ نے ایک پلیٹ میں مجھے کھجوریں دیں جن کی تعداد اٹھارہ تھی۔ کچھ عرصے بعد مجھے علی رضا کی خدمت میں حاصل ہونے کا موقعہ ملا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ جہاں میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھے دیکھا تھا اور اسی طرح ان کے سامنے بھی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے مجھے مٹھی بھر کھجوریں دیں۔ میں نے گنا تو وہ تعداد میں اٹھارہ تھیں۔

میں نے عرض کیا حضرت ! اور بھی عنایت کیجئے۔ فرمانے لگے " **لو زادک رسول اللہ لزدناک** " اگر رسول اللہ تمہیں زیادہ دے دیتے تو میں بھی اس سے زیادہ دے دیتا "

اہل تصوف نے طریقت کے سلسلوں میں بالترتیب شیعہ اماموں کا ذکر کیا ہے۔ ان کے سلسلوں کا آغاز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا علی رضا تک پہنچتا ہے اور وہاں سے معروف کرخی ، سری سقطی اور جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔ قلادۃ الجواہر میں رفاعی سلسلے کی ترتیب یوں ہے۔

" احمد رفاعی ، منصور ربانی ، ابو المنصور الطیب ، ابو سعید یحیٰی ، ابو ترمذی ، ابو القاسم سندوسی ، ابو محمد رویم بغدادی ، جنید بغدادی ، سری سقطی ، معروف کرخی ، علی رضا ، موسیٰ کاظم ، جعفر صادق ، محمد باقر ، زین العابدین ، حسین بن علی ، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین "

رفاعی سلسلے کا بانی احمد رفاعی اپنے مخصوص اسلوب میں لکھتا ہے۔

" توبہ کا کمال حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ۔ پھر اس ازہری جزء کے وارث وامین ان کے خاوند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر یہ خرقہ خلافت رسول اللہ کے نواسوں حسن و حسین سلام اللہ علیہما کو ملا۔ ان کے بعد یہ محمدی توبہ تسلسل کے ساتھ شہید کربلا امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی اور محمدی نائبین سے ہوتی ہوئی اب ہم تک پہنچی ہے "

محمد معصوم شیرازی کہتا ہے۔

" علی بن ابی طالب خاتم ولائت محمدیہ ہیں۔ کمیل بن زیادہ حسن بصری اور اویس قرنی نے یہ خلافت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اخذ کی۔

شفیق بلخی نے موسیٰ کاظم علیہ السلام سے

ابو یزید نے جعفر صادق علیہ السلام سے

معروف کرخی نے علی رضا علیہ السلام سے

سری سقطی نے معروف کرخی سے

اور جنید نے سری سقطی سے یہ خلافت حاصل کی "

اقی آئندہ

ابراہیم
کشمینا
انٹرنیشنل
کشمینا اون جیسی کوئی اون نہیں
ابراہیم سپنرز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون :- ۶۶۱۳۵ ——— ۳۲۴۶۸۲ ——— ۲۲۴۱۹۰